هجری
اسلامی ماہ وسال کے اجالے میں
مفتی حسن منظر صاحب قدیری
غوث الوریٰ اکیڈمی و انجمن فیضان رضا

اسلامی سال

اسلامی ماہ سال کے اجالے میں

مفتی حسن منظر قدیری

صدر شعبہ برکاتی دارالافتاء الجامعۃ الرضویہ کلیان
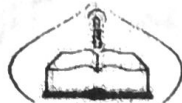
۷۸۶/۹۲

نام کتاب .... اسلامی ماہ وسال کے اجالے میں
تصنیف .... محقق عصر علامہ مفتی حسن منظر قدیری
کمپیوزنگ وڈیزائنگ .... محمد شمشاد احمد رضوی
کمپیوزنگ .... رضوی کمپیوٹر سینٹر الجامعۃ الرضویہ کلیان
طباعت .... اشاعت ....
ناشر .... انجمن فیضان رضا (متعلقہ) الجامعۃ الرضویہ ومدرسہ
اسلامیہ یتیم خانہ بیل بازار ولی پیر روڈ کلیان : قیمت ....

ملنے کا پتہ

مکتبۂ نوری میمن مسجد ولی پیر روڈ کلیان...

الجامعۃ الرضویہ بیل بازار کلیان......9322329875

مدرسہ اسلامیہ یتیم خانہ کلیان......9323737659

انجمن فیضان رضا کلیان......9321007827

دار العلوم انوار مصطفےٰ سرسی ہاٹ پورنیہ بہار

ملک العلماء اکیڈمی سرسی ہاٹ پورنیہ بہار

مکتبۂ رضا اینڈ جنرل اسٹورس نوری جامع مسجد سوچک ناکہ کلیان

قادری بکڈپو مدینہ مسجد امبرناتھ

دار النور شرفیہ خانقاہ گانگی بہادر گنج کشن گنج بہار

سبب تالیف

کنز الدقائق، بحر العلوم، محقق عصر حضرت علامہ مفتی حسن منظر قدیری مدظلہ العالی
ہمہ گیر، کثیر الجہات شخصیت جہان علم وادب میں غیر متعارف نہیں بلکہ آسمان علم وفضل
ایک تابندہ ستارہ اور تفسیر و حدیث، منطق وفلسفہ، کلام وفقہ، صرف ونحو، معانی
وبیان، زبان وادب، شعر وسخن، نقد ونظر، تحریر وتقریر اور دوسرے علوم وفنون میں کامل
دستگاہ رکھنے والی شخصیت کا نام حسن منظر قدیری ہے۔

ویسے ان کے قلم سیال اور دست فیض رساں سے نکلے ہوئے کتب ورسائل
جہانِ علم وادب سے خراج حاصل کر چکے ہیں۔

زیر نظر کتاب ہمارے جامعہ کے مہتمم، خلوص ومروت کا متحرک پیکر حضرت علامہ
محمد مسعود رضا قادری مدظلہ العالی اور دیگر ژرف نگاہ اساتذہ نے موصوف کو دور حاضر
میں مسلمانوں کی ھجری ماہ وسال اور قمری تاریخ سے غفلت شعاری وبے حسی کی جانب
توجہ مبذول کرائی۔

حضور والا نے ہماری درخواست قبول کرتے ہوئے اپنے قلم کو جنبش دی اور
"ھجری اسلامی ماہ وسال کے اجالے میں" تالیف کر کے ہماری خواہش کی تکمیل
فرمائی۔ اس کتاب کی تالیف میں موصوف نے قرآن وحدیث، تفسیر قرآن نیز فتاویٰ
رضویہ اور دوسری کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔

محمد احمد رضا احمد الجامعۃ الرضویہ کلیان مہاراشٹر

تقریظ جلیل

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں
زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو

صاحب المجد والجاہ، فخر الاقران والاشباہ، استاذ العلما والفضلا، ادیب شہیر حضرت مولانا مفتی حسن منظر قدیری صاحب شیخ الحدیث وشیخ الافتا الجامعۃ الرضویہ بیل بازار کلیان کی ذات محتاج تعارف نہیں حضرت موصوف جید مفتی، معلم، مدرس، فقیہ، ادیب، مصنف، محقق گوناگوں صلاحیتوں اور خوبیوں کے مالک ہیں، قدرت نے انہیں بڑی اخاذ طبعیت عطا فرمائی ہے۔

صاحب فکر، بالغ نظر قلمکار ہیں۔ تصنیف وتالیف کے میدان میں ان کا اشہب قلم بڑا رواں دواں ہے، ان کی کئی شاہکار تصنیفیں ارباب علم ودانش سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔

اب نئی تحقیق ''ہجری اسلامی ماہ وسال کے اجالے میں،، جو آج کی ضرورت ہے اس کے مطالعہ کے بعد قارئین کو حضرت موصوف کی تبحر علمی اور خداداد صلاحیت کا بخوبی اندازہ ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ سے دعاہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب کی تصنیف کو قبول خواص وعام فرمائے آمین۔

محمد مسعود رضا قادری مہتمم اعلیٰ الجامعۃ الرضویہ کلیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسلمانوں کے لئے ایک لمحۂ فکریہ

مجھے اے خیال ماضی ذرا آئینہ دکھانا

میں بدل گیا ہوں خود ہی یا بدل گیا زمانہ

عہد ماضی سے اب تک اگر ہم زمانہ کا تصور کریں تو ہمیں یہی حقیقت محسوس ہوگی کہ زمانہ کی رفتار وہی ہے چاند و سورج کی گردش، طلوع و غروب کا حسین منظر، شب و روز کا سماں بالکل وہی ہے جو صدیوں پہلے تھا۔ رات کے وقت افلاک پر چاند، ستارے اور کہکشاں، دن میں دھوپ، گرمی اور نرمی، موسم بہار و خزاں، سردی و گرمی اور موسم برسات ہنوز باقی ہے۔

صدیوں پہلے کی طرح آج بھی سورج تین سو پینسٹھ دن اور چھ گھنٹے میں اپنا سالانہ دورہ مکمل کر لیتا ہے، چاند کا مہینہ عہد ماضی میں جو ۲۹/۳۰ دنوں کا ہوتا تھا اور تین سو پچپن دنوں میں وہ اپنی سالانہ گردش کو پورا کر لیتا تھا آج بھی چاند کا وہی مزاج ہے۔ چاند اور سورج اپنی تدریجی روش پر ہیں۔

غرض کہ ماضی سے حال تک رفتار زمانہ، چاند، سورج کی گردش اور

انقلاب موسم اپنی جگہ قائم ہے ،ساری چیزیں اپنی فطرت کے مطابق رواں دواں ہیں ان میں ذرہ برابر تبدیلی نہیں آئی قدرت کا فطری نظام جو پہلے تھا وہ آج بھی ہے۔

مگر ہمارا اسلامی مزاج بے حد تبدیلی کا شکار ہو گیا، مسلمان عہد ماضی میں بھی دنیا میں آباد تھے اور آج بھی وہ کائنات میں موجود ہیں مگر ماضی وحال کی سوچ میں کافی فرق پیدا ہو گیا۔ عہد ماضی کے مسلمان دیندار تھے انہیں دین کی پاسداری کا بڑا خیال تھا، اسلامی مزاج رکھتے تھے اور انہیں دینی تقاضوں کا بڑا احساس تھا مگر آج ہم اگر ماضی کے آئینہ میں اپنے اسلامی خد و خال دیکھیں تو شاید ہم اپنے آپ کو نہ پہچان سکیں گویا ہم کافی بدل چکے ہیں۔

چاند اور سورج قدرت کی عظیم نشانیاں ہیں اور دونوں کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔

فَالِقُ الاِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَناً وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۔ترجمہ:۔تاریکی چاک کر کے صبح نکالنے والا اور اس نے رات کو چین بنایا اور سورج اور چاند کو حساب۔

هُوَالَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَّالْقَمَرَ نُوراً وَّقَدَّرَه مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَاب

ترجمہ:۔وہی جس نے سورج کو جگمگاتا بنایا اور چاند چمکتا اور اس کیلئے

منزلیں ٹھہرائیں کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب جانو۔

اَلشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ بِحُسۡبَان.

ترجمہ:۔سورج اور چاند حساب سے ہیں۔

اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰهُ الَّذِی خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِی سِتَّةِ اَیَّام

ترجمہ: بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین کو چھ دن میں بنایا۔

ان کے علاوہ بھی آیات کریمہ ہیں جن سے چاند، سورج کی گردش اور اس سے مرتب ہونے والے اثرات کا علم ہوتا ہے۔

سورج مسلسل گردش میں ہے جس سے دن اور رات کا ظہور ہوتا ہے۔ ہماری نمازوں کا تعلق چونکہ دن رات کے اوقات سے ہے لہٰذا سورج کی گردش سے ہماری نمازوں کا تعلق ہے مگر ہماری اسلامی تقریبات اس سے وابستہ نہیں ہیں۔

ہمارا اسلامی سال ماہ محرم سے شروع ہوکر ماہ ذی الحجہ میں ختم ہوجاتا ہے اس طرح یہ بارہ مہینے ۲۹ / یا ۳۰ / دنوں میں مکمل ہوتے ہیں اور ساری مذہبی تقریبات کا انہیں قمری مہینوں سے تعلق ہے سال بھر میں دو عیدیں، ماہ رمضان، زکوۃ کی ادا کیلئے حولان حول، حج کے مہینے ان کے علاوہ ہم اسلامی تاریخیں ذکر شہدائے کرام، عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ربیع الآخر کی گیارہویں، ماہ رجب میں معراج النبی اور شعبان کی پندرہویں تاریخ نیز اور بزرگان دین کے اعراس کی تاریخوں کا تعلق انہیں قمری مہینوں سے ہے۔

مگر آج ہم اسلامی ماہ وسال سے گریزاں اور کوسوں دور اور قمری تاریخوں کو ہم نے طاق نسیاں پر رکھ دیا ہے اگر کچھ یاد رہا تو صرف انگریزی ماہ وسال اور شمسی تاریخیں، انہیں پر ہر کاروبار زندگی کا مدار اور بس انہیں پر معاملات روز و شب کا انحصار ہے۔

انگریزی سال کا پہلا مہینہ جنوری ہے اس نئے سال کی آمد پر ساری دنیا رقص کرتی ہے، مسلمان بھی قدم قدم پر شریک جیسے مسرت کی برسات ہو رہی ہو اور سب اس میں نہاتے ہوں جیسے اس تاریخ میں کوئی نعمت ملی ہو جس کی شکر گذاری ضروری ہے ورنہ کفران نعمت ہو جائے گا اور اس دن تو عجیب عجیب تماشے دیکھنے کو ملتے ہیں دوسری قوم کے ساتھ مسلمان بھی وقت کی لہروں میں بہہ جاتے ہیں۔

اور ہمارا اسلامی سال کس مہینہ سے شروع ہوا اور یہ سال کب ختم ہوا ہمیں یاد نہیں ہم بھول گئے ہمیں یاد نہیں اور ایسی فراموشی کہ بھول کر یاد نہیں کیا بلکہ مسلمانوں کے ذہن ودماغ سے اس کا نقش بھی مٹ گیا کسی کو خبر نہیں کہ وہ کب پردہ سے باہر نکلا اور کب حجاب میں روپوش ہو گیا۔

اہل علم وشعور کیلئے ایک لمحۂ المیہ

عام مسلمانوں نے اگر قمری ماہ وسال کو بھلا دیا ہے تو ان سے چنداں

شکایت نہیں کہ وہ دین و مذہب سے بیگانہ ہو چکے ہیں البتہ اہل علم وشعور جو دینی احساس رکھتے ہیں اور مذہبی معاملات سے ان کا گہرا تعلق ہے ان کی روش حیرت ناک، افسوس ناک اور دردناک ضرور ہے کہ انہوں نے دینی و دنیاوی معاملہ میں اسلامی ماہ وسال سے گویا کنارہ کشی اختیار کر لی ہے۔

شادی بیاہ خالص اسلامی معاملہ ہے مگر اس میں بھی قمری تاریخ کی طرف دھیان مبذول نہیں کرتے، اپنے بچوں کی تاریخ ولادت پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں تو اس میں بھی انگریزی تاریخ کی جلوہ گری ہوتی ہے، حتیٰ کہ اسلامی مدارس وجامعات کا قیام دین کی ترویج واشاعت کی غرض سے ہوتا ہے ان میں بھی شمسی تاریخ کی جلوہ نمائی ہوتی ہے۔ داخلہ رجسٹر اور حاضری رجسٹر انگریزی تاریخ کے اعتبار ہی سے تیار ہوتا ہے۔

مدارس کا انتظامیہ تقلید نصاریٰ میں کچھ اس طرح دیوانہ ہے کہ اساتذہ کی تنخواہ بھی انگریزی ماہ وسال کے اعتبار سے ادا کرتے ہیں تاکہ سال بھر میں دس دنوں کا فائدہ ہو جائے کیونکہ قمری سال سے شمسی سال دس دن زیادہ ہے گویا یہ دس دنوں کی تنخواہ مار لیتے ہیں۔

اور انہیں ذرہ برابر احساس نہیں ہوتا کہ قمری مہینے کے استعمال پر جہاں اسلامی مہینہ کے استعمال کا جذبہ بیدار ہوگا وہیں پر اساتذہ کرام کی حوصلہ افزائی بھی ہوگی جن سے تدریسی نظام قائم ہے۔

دستار بندی کا جلسہ عموماً ماہ شعبان میں منعقد ہوتا ہے اس موقع پر قمری تاریخ کے اعتبار کی ذراسی مجبوری ہے کہ مدارس نظامیہ میں شعبان کا مہینہ تعلیمی سال کا آخری مہینہ ہے کیونکہ اس کے بعد ماہ رمضان کی صورت میں ایک لمبی تعطیل رونما ہوتی ہے گویا شعبان تعلیمی سال کی انتہا اور شوال تعلیمی سال کا آغاز ہے اور فراغت سال کے آخر مین ہوتی ہے لہٰذا دستار فراغت کی تقریب کیلئے ماہ شعبان بہتر سمجھا جاتا ہے۔

اسلامی مدارس میں عموماً تعطیل کلاں دس شعبان سے دس شوال تک کا رواج ہے درمیان میں ماہ رمضان مبارک آجاتا ہے جس میں روزہ، تراویح اور حصول چندہ کا مسئلہ آجاتا ہے اس لئے تعلیم تعلم کو جاری رکھنے میں دشواری ہے ورنہ بہت ممکن تھا کہ ان میں شمسی مہینے کا اعتبار ہوتا اور ابنائے جنس انہیں کو استعمال کرتے۔

مدارس کے مہتمم، جامعات کے ناظم کا یہ غیر شرعی رویہ ہے کہ اساتذہ کی تعطیل کلاں کی تنخواہ جو واجب الادا ہے بعض حالات میں اس پر قبضہ فرمالیتے ہیں جیسا کہ اگر کوئی استاذ ماہ شعبان میں مستعفی ہو جائے یا برطرف کر دیا جائے تو اسے تعطیل کلاں کی تنخواہ نہیں دی جاتی ہے جبکہ اس کا یہ واجبی حق ہے قبل تعطیل بھی وہ لے سکتا ہے جیسا کہ امام احمد رضا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

''تعطیلات معہودہ (یعنی رائجہ) مثلاً تعطیل ماہ رمضان وعیدین کی تنخواہ

مدرسین کو بے شک دی جائے گی کیونکہ

جو عرفاً معہود ورائج ہو وہ مشروط مطلق کی طرح ہوتا ہے‘‘

(فتاوی رضویہ)

بارہ مہینے کا ذکر

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْراً فِي كِتَابِ اللّٰهِ يَومَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُم

’’بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ ہے اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان اور زمین بنائے ان میں سے چار حرمت والے ہیں،،

عرب اپنے دینی و دنیوی کام قمری ماہ و سال ہی سے کیا کرتے تھے کیونکہ ملت ابراہیمی میں چاند کے سال ہی کا اعتبار تھا اور دوسرے لوگ شمسی ماہ و سال سے اپنا کاروبار انجام دیتے تھے۔

چاند کا سال ماہ محرم سے شروع ہوتا ہے اور ماہ ذی الحجہ پر ختم ہوتا ہے اور سورج کے سال کا آغاز جنوری سے اور دسمبر پر اختتام پذیر ہوتا ہے، قمری سال تین سو پچپن دنوں کے ہوتے ہیں اور شمسی سال تین سو پینسٹھ دنوں کا ہوتا ہے اس لئے دونوں سال کے درمیان دس دن چھ گھنٹے کا فرق پڑ جاتا ہے گویا تین شمسی سال ہو تو کسور کو چھوڑ کر قمری سال میں ایک مہینہ بڑھ جاتا ہے۔

اس فرق کی وجہ سے چاند کا سال موسم کا پابند نہیں اس لئے ماہ رمضان اور عید الفطر خصوصاً حج کا موسم جس کا عرب کی تجارتی معاشی زندگی سے گہرا تعلق تھ کبھی سردی اور کبھی گرمی میں آجاتا تو عرب کو اپنی معاشی زندگی کے لحاظ سے بڑی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا کیونکہ حج کبھی ایسے موسم میں آجاتا جب تجارتی کاروبار کو فروغ پانے کا موقع نہ ملتا اور ان کی معاشرتی زندگی اسی پر منحصر تھی ایسی صورت میں کساد بازاری سے ان کی آمدنی کم ہوجاتی لہٰذا عرب قمری مہینوں کے اعتبار سے ہر سال دس دن کا حساب رکھتے اور جب ایک ماہ پورا ہوجاتا تو و سال بارہ کی بجائے تیرہ مہینے کردیتے۔

ہوسکتا ہے اس کی تردید کیلئے اس آیت پاک کا نزول ہوا ہو کہ اللہ کے نزدیک جب سے اس نے زمین و آسمان کی تخلیق فرمائی ہے مہینے کی گنتی بارہ ہی ہے تیرہ نہیں (واللہ اعلم)

انگریزی سال چونکہ تین سو پینسٹھ دن تقریباً چھ گھنٹے کا ہوتا ہے لہٰذ ہر چار سال کے بعد فروری کا مہینہ ۲۸ر کے بجائے ۲۹ر کر دیتے ہیں تاکہ یہ چھ گھنٹے جو مکمل ایک دن رات ہے فروری کو ۲۹ر بنا کر موسم کا توازن برقرار رکھتے ہیں ورنہ قمری مہینوں کی طرح اس میں بھی موسم کی تبدیلی ہوگی۔

ان بارہ مہینوں میں چار حرمت والے مہینے ہیں جن کا ذکر قرآن کے علاوہ حدیث میں بھی ہے۔

چانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دن سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا زمانہ گردش کرتا ہوا پھر اسی حالت پر ہے۔ سال بارہ مہینوں کا ہے ان میں چار حرمت والے ہیں تین تو پے درپے ہیں۔ ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم چوتھا جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان ہے۔

حرمت کے اسباب

حضرت ابو سعید خذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد القیس کے کچھ لوگ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم قبیلہ ربیعہ سے ہیں اور ہمارے آپ کے درمیان قبیلہ مضر کے کفار حائل ہیں اس لئے حرمت والے مہینے کے سوا دوسرے مہینوں میں ہماری حاضری ممکن نہیں (تا آخر حدیث)

وفد عبد القیس کو آستانۂ رسول تک پہونچنے کیلئے چونکہ راہ میں کفار مضر حائل تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے میں امن و سلامتی درکار تھی اس لئے حرمت والے مہینوں ہی میں حاضری کی خواہش ظاہر کی جن میں کفار بھی ان کا احترام کرتے ہوئے جنگ و جدال سے اپنے ہاتھ روک لیتے تھے۔

عرب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے یہ رواج چلا آرہا تھا

کہ ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم کے مہینوں کو انہوں نے حج کے لئے خاص کرلیا تھا
اور رجب کا مہینہ عمرہ کے لئے مخصوص تھا ان چار مہینوں میں جنگ و جدال اس
وجہ سے ممنوع تھی کہ زائرین کعبہ امن و سلامتی کے ساتھ بیت اللہ پہونچ سکیں
اور حج یا عمرہ کر کے سکون و اطمینان کے ساتھ اپنے گھر واپس ہو سکیں۔

لفظ حرم

اس کا معنی محرومی یا باز رکھنے کے ہیں اسی لئے حرماں نصیبی بولتے ہیں اسی
سے ''احترام'' بنا ہے۔ بعض چیزوں کو محترم کہا جاتا ہے کہ ان کی بے ادبی سے باز
رکھا جائے ''مکہ'' کو حرم اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہاں شکار وغیرہ ممنوع اور اس سے
باز رکھا جاتا ہے۔

ناجائز اشیاء کو حرام اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کے استعمال سے باز رکھا گیا ہے۔

غرض کہ نسبت سے اس کے معنی میں تبدیلی آجاتی ہے اگر کعبہ کی طرف
نسبت ہو تو عزت و احترام کے معنی اور اگر کتا اور سور کی طرف منسوب ہو تو اہانت
مقصود غرض کہ اس لفظ کا معنی منسوب الیہ کے اعتبار سے متعین ہوتا ہے اور یہی
معنی حرمت والے چار مہینے میں ہے کہ ان میں جنگ و جدال اور ضرب و حرب
ممنوع ہے۔

نسی

اِنَّمَاالنَّسِی زِیَادَۃٌ فِی الْکُفر ' ان کا مہینے پیچھے ہٹانا نہیں مگر اور کفر میں بڑھنا

''نسی'' کا معنی وقت کو موخر کردینا لیکن یہاں حرمت والے مہینوں کو دوسرے غیرحرمت والے مہینے کی طرف ہٹادینا مراد ہے۔عہد جاہلیت میں بھی عرب حرمت والے مہینوں کی حرمت وعظمت کے معتقد تھے اوران مہینوں میں جدال وقتال حرام جانتے تھے مگروہ تو جنگ وجدال کے خوگر تھے ذرا ذرا سی بات پرتلواریں بے نیام ہوجاتی تھیں اور بات بات پران کے آتشی جذبات مشتعل ہوجاتے اورآتش جنگ بھڑک اٹھتی ایسے برگشتہ حالات میں جب ان کے سامنے حرمت والے مہینے ہوتے تو آتش جنگ تو سرد نہیں ہوسکتی اور جوش حرب ٹھنڈا ہونہیں سکتا تھا تو وہ اصل حرمت کے مہینے کو دوسرے مہینے کی طرف ہٹادیتے ،ان کے نزدیک یہی ایک صورت تھی تاکہ مہینہ کی حرمت بھی باقی رہےاور جنگ بھی ہوسکے۔

لہذا ماہ محرم کی حرمت، ماہ صفر کی طرف ہٹا کر ماہ محرم میں جنگ کرتے اور اسکی جگہ ماہ صفر کوحرام قرار دیتے اور جب اس کی حرمت بھی ہٹانے کی ضرورت ہوتی تو اس میں جنگ وجدال کرلیتے اور ماہ ربیع الاول کوحرام قرار دیتے اس طرح تحریم سال کے تمام مہینوں میں گردش کرتی رہتی ان کے اس طرز عمل سے

ان حرمت والے مہینوں کی تخصیص ہی باقی نہ رہی اس طرح حج کو مختلف مہینوں میں گھماتے پھرتے تھے۔

حالانکہ ایام جاہلیت میں بھی حج کیلئے شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن تھے اور یہی وہ مہینے ہیں جو آسمان وزمین کی تخلیق کے وقت سے مقرر ہیں اور شریعت نے بھی حج کیلئے وہی مہینے برقرار رکھے تبدیلی نہ فرمائی جن کو ایام جاہلیت نے تبدیل کر کے رکھ دیا اور بارہ مہینوں میں گھماتا پھراتا رہا۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا استقرار حمل بارہویں ذی الحجہ شریف میں ہوا حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ رمی الجمار کر کے آئے اور مقاربت فرمائی۔

مگر درحقیقت وہ رجب کا مہینہ تھا جسے عرب نے ذی الحجہ قرار دے کر حج کیا تھا اس حساب سے ربیع الاول تک نو مہینے ہو جاتے ہیں اگر اصل ذی الحجہ ہوتا تو ربیع الاول تک صرف چار مہینے ہوتے ہیں تو حقیقت میں یہ ماہ رجب تھا ذی الحجہ نہ تھا۔

یہی وجہ تھی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر اعلان فرمایا کہ نسی کے مہینے گذر گئے اب مہینوں کے اوقات کی وضع الٰہی کے مطابق حفاظت کی جائے اور کوئی مہینہ اپنی جگہ سے نہ ہٹایا جائے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینوں کی ترتیب، وضع الٰہی کے مطابق درست فرمادی اب

یہ ترتیب انشاء اللہ قیامت تک برقرار رہے گی۔

اس آیت پاک میں ''نسی'' کو کفر پر کفر کی زیادتی بتایا اور ممنوع قرار دیا کیونکہ اس میں حرام مہینوں کو جنگ کر کے حلال جاننا اور خدا کے حرام کئے کو حلال قرار دینا پایا جاتا ہے۔ ماہ محرم میں جنگ جاری اور اس کی حرمت و عظمت کا اعتقاد بھی مگر اس کی تخصیص باقی نہ رکھی اور حکم الٰہی کی مخالفت کی جو مہینہ حرام تھا اسے حلال کر لیا اور اس کی جگہ دوسرے مہینہ کو حرام قرار دیدیا۔

مواقیت

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَھِلَّہ قُلْ ھِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَج

''اے محبوب! تم سے نئے چاند کو پوچھتے ہیں تم فرمادو وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لئے،،

لفظ'' مواقیت ،، میقات کی جمع ہے جو وقت سے مشتق ہے اس طرح میقات اسم آلہ کا صیغہ ہے اور'' اھلہ'' ہلال کی جمع ہے۔

طلوع ہلال مہینہ کے آغاز کی علامت اور میقات احرام باندھنے کی جگہ اس لئے ہلال کو مہینہ کا میقات اور مقامات احرام کو حج کا میقات کہا جاتا ہے۔

تعیین تاریخ کے چار طریقے

تاریخ کہتے ہیں مہینہ کے ایک دن کو اور تاریخ کی ابتداء و انتہاء میں چار

طریقے ہیں۔

(۱)..... ایک طریقہ نصاری کا کہ ان کے یہاں نصف شب سے نصف شب تک تاریخ کا شمار ہے۔

(۲)..... دوسرا ہنود کا کہ طلوع آفتاب سے طلوع آفتاب تک۔

(۳)..... تیسرا فلاسفۂ یونان کا ہے کہ نصف النہار سے نصف النہار تک علم ہیئت میں یہی ماخوذ ہے۔

(۴)..... مسلمانوں کا غروب آفتاب سے غروب آفتاب تک یہی طریقہ عقل سلیم پسند کرتی ہے کہ ظلمت نور سے پہلے ہے (الملفوظ ا/اول/امام احمد رضا)

ھلال

پہلی اور دوسری رات کے چاند کو ''ہلال'' کہتے ہیں اس کا لغوی معنیٰ شور وغل کرنا کیونکہ آسمان پر جب چاند چمکتا ہے تو لوگ ایک دوسرے کو چاند دکھاتے ہیں اور کچھ آواز بھی بلند ہوتی ہے اور خصوصاً بچے تو شور کرنے ہی لگتے ہیں اسی منا سبت سے جانور ذبح کرتے وقت بسم اللہ شریف کی جو آواز بلند کی جاتی ہے جسے قرآن کریم نے (وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ) فرمایا اہلال ہے اور وقت ولادت بچہ کی آواز کو 'استھلال' کہا جاتا ہے معنوی لحاظ سے ہلال، اہلال اور استھلال میں یکسانیت ہے۔

ہلال کے بعد چاند کی جو شکل نمودار ہوتی ہے اسے ''قمر'' کہا جاتا ہے

جسکے معنیٰ بڑھنا اور گھٹنا ہے اور یہ بڑھتے بڑھتے جب بالکل مکمل ہو جاتا ہے تو اسے ''بدر'' یعنی چودھویں کا چاند کہا جاتا ہے بدر کے معنیٰ جلد یہ چونکہ جلد نکلتا ہے تو اسے اس نام سے تعبیر کرتے ہیں پھر اس کے بعد گھٹنا شروع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ چاند کا دائرہ بالکل نظر دن سے اوجھل ہو جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چاند کے بڑھنے گھٹنے کا سوال ہوا تھا چونکہ یہ ایک علمی مسئلہ اور اس کا تعلق علم ہئیت سے تھا نیز اس کے بڑھنے گھٹنے کی تحقیق سے عرب کو چنداں فائدہ بھی نہیں کہ اس کی توجیہ پیش کی جائے لہٰذا چاند کے حالات بتائے گئے کہ اس کے بڑھنے اور گھٹنے ہی سے لوگوں کے ساری دینی و دنیوی معاملات وابستہ ہیں اگر یہ چاند بڑھتا گھٹتا نہیں بلکہ سورج کی طرح یکساں رہتا تو لوگوں کے کاروبار زندگی پر بہت بُرا اثر پڑتا لہٰذا اصل جواب نہ دے کر قرآن کریم نے یہ جواب دیا کہ چاند کی ان بدلتی ہوئی حالتوں سے انسانوں کے معاملات زندگی اور نظام بندگی قائم ہیں خصوصاً حج کے اوقات معلوم ہوتے ہیں۔

دوسری قومیں اپنے اوقات کو صرف سورج سے جوڑ رکھی ہیں مگر اسلام نے اوقات نماز کو تو سورج سے متعلق رکھا کیونکہ پانچ وقت کی نمازیں دن رات پر مشتمل ہیں اور دن رات کا وجود سورج کے طلوع وغروب سے ہے اور زکوٰۃ، روزہ، عیدین، عدت، حج اور بچوں کی رضاعت کو چاند کا پابند کیا تاکہ رب

قدیر کی چاند سورج دونوں عظیم نشانیوں سے فائدہ اٹھایا جائے۔

اوقات نماز کی وجہ سے سورج کی رفتار کی پیمائش اور چاند کی رفتار بھی معلوم کی جاتی ہے لیکن چاند سے چونکہ عبادات و معاملات زیادہ وابستہ ہیں اس لئے چاند کی تاریخوں پر زیادہ زور دیا جاتا ہے اور نماز کے تعلق سے سورج کا طلوع و غروب اور زوال وغیرہ کا زیادہ خیال رکھا جاتا ہے۔

قمری و شمسی مہینے

☆ چاند کے مہینے، شمسی مہینوں سے افضل ہیں سورج بڑھتا گھٹتا نہیں مدام ایک ہی حالت پر رہتا ہے مہینہ کی شناخت پر بظاہر کوئی علامت نہیں ہے اس کے برخلاف چاند کا مشاہدہ ہوتا ہے ظاہر میں ایک علامت ہے اس کے طلوع پر مہینہ کا وجود اور عدم پر اختتام ہوتا ہے اس کی بڑھنے، گھٹنے کی حالات پیش نظر ہوتی ہے اور اس کے وجود و عدم سے مہینہ کی شناخت اور تاریخوں کا علم ہوتا ہے۔

☆ ’’شمس،، ہار کا وہ بڑا پھول جو درمیان میں ہوتا ہے اسے شمامہ بھی کہتے ہیں شمس تمام سیاروں میں بڑا اور افلاک کے بیچ میں ہے اس مناسبت سے اسے شمس کہتے ہیں۔

☆ شمسی مہینوں کی جنتری (Calendar) اہل ہیئت نے زمین پر تیار کی اور اوقات کی بنیاد سورج کی رفتار پر رکھی مگر قمری تاریخوں کا مدار خود چاند کے گھٹنے بڑھنے پر رکھا۔

☆ شمسی مہینوں کی جنتری خود انسان نے تیار کی اور قمری مہینوں کو خود رب قدیر نے ترتیب دیا۔

☆ شمسی مہینوں میں موسم پرستی کا گمان ہوتا ہے کہ وہ ایک ہی موسم پر برقرار رہتے ہیں مگر قمری مہینوں میں یہ بات نہیں بلکہ یہ ہر موسم میں گردش کرتے ہیں ۔

☆ شمسی مہینوں میں ہر چار سال پر فروری کا مہینہ ۲۹ رکر دیا جاتا ہے تاکہ موسم کا ثبات رہے اس کے برعکس قمری مہینے اس زیادتی وتکلف سے دور ہیں۔

☆ سورج میں جلال الہٰی ہے اور چاند میں جمال سلطان مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب جمال ہیں تو ان کی امت کی تاریخیں بھی جمالی ہیں۔

☆ چاند کی بڑھتی گھٹتی شکلیں دیکھ کر انسان اپنے کمال وزوال پر غور کرے کہ کبھی عروج ہوگا تو کبھی زوال۔ انسانی پیدائش سے لے کر بڑھاپا کی منزل تک بڑھتے گھٹتے حالات ہیں ان حالات سے انسان عبرت حاصل کرے۔

☆ چاند کا عروج وزوال، ستارہ پرستوں کے لئے بڑا انتباہ ہے کہ جو شئ ایک حالت پر نہ رہے اس میں حدوث کا اثر موجود ہو تو ایسی چیز پوجا کی قابل نہیں پوجا تو اس ذات اقدس قدیم کی ہوسکتی ہے جو ان پیہم تبدیلیوں سے پاک ہو اور وہ صرف اور صرف ذات خدا وحدہ لاشریک ہے جو واقعی لائق بندگی ہے۔

آغاز سال هجری

عرب میں قمری مہینے تو موجود تھے مگر قمری سال نہ تھا بلکہ سال اور برس کو

کسی اہم واقعہ کی طرف منسوب کرتے تھے جیسے عام الفیل یعنی مکہ مکرمہ پر ابرہہ کا ہاتھیوں سے حملہ کرنے کا سال یا عام الفتح فتح مکہ کا سال۔

یہی صورت حال خلافت فاروقی تک باقی رہی لیکن اسی عہد فاروقی میں ایک دفعہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو حاکم یمن تھے عریضہ لکھا کہ سنۃ (سال) مقرر نہ ہونے کی وجہ سے مجھے سخت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے آپ کے کسی قدیم خط میں لکھا ہوتا ہے ۷رشعبان لیکن مجھے یہ پتہ نہیں چلتا ہے کہ یہ کس سال کا شعبان ہے اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابۂ کرام کے ساتھ باہمی مشورہ کر کے سال ھجری مقرر فرمایا۔

صاحب عجائب البلدان نے نقل کیا ہے کہ اس تاریخ ھجری کی وضع کا سبب یہ ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری جو حاکم یمن تھے خلافت فاروقی میں امیر المؤمنین کو خط لکھا کہ آپ کی طرف سے خطوط مجھے پہنچتے ہیں لیکن ان کی تاریخ معلوم نہیں ہوتی ہے کہ کس وقت لکھا گیا اگر دوسری بار خط لکھیں تو تاریخ وسال کا تعین ضرور ہونا چاہئے۔

اس مسئلہ میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابۂ کرام سے وضع سال کے بارے میں مشورہ کیا بعض صحابۂ کرام نے مشورہ دیا کہ اس کی بنیاد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر ہو کہ وہ ایک حادثۂ عظیم ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے پسند نہ فرمایا اور یہ بولے کہ اس کے سبب ہمیں ہر وقت رسول

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غم ستائے گا اور غم کی یاد تازہ ہوتی رہے گی بعض صحابہ کرام نے کہا کہ اس کی تاسیس ولادت پاک پر رکھنی چاہئے یہ مشورہ بھی مقبول نہ ہوا کہ اس کے سبب اندوہ والم زیادہ ہوگا کہ اس وقت ہم کفر وضلالت میں گرفتار تھے اور یہ تاریخ ہمیں رنج وغم میں اور مبتلا کردے گی۔

پھر اس پیچیدہ مسئلہ کو لکھ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس بھیجا گیا تو آپ نے ہجرت کی جانب اشارہ فرمایا تو آپ کے اشارہ کے مطابق بنائے سال ہجرت پر رکھی گئی کہ ہجرت فتح وظفر اور قوت اسلام کی ابتداء ہے بعد ہجرت اسلام کی روز افزوں ترقی ہوتی گئی اور دین اسلام فروغ پاتا رہا۔

ہجرت رسول کا پس منظر

کفار ومشرکین کے ظلم واستبداد جب مسلمانوں پر حد سے زیادہ بڑھ گئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہجرت کر جانے کے لئے فرمایا آپ کا حکم ملتے ہی اہل ایمان مختلف مقامات کی طرف ہجرت کر گئے اور مکہ مکرمہ میں حضور پُر نور، ابوبکر صدیق، حضرت علی اور صہیب رہ گئے یا پھر عورتیں، بچے اور بوڑھے جو ہجرت نہ کر سکتے تھے ۔

حضور انور نے صدیق اکبر سے فرمایا کہ مجھے بھی رب کی جانب سے ہجرت کا حکم ملنے والا ہے تم میرے ہمراہ ہجرت کرنا صدیق اکبر خوش ہو گئے

اور آٹھ سو درہم میں دو اونٹنیاں خرید کر پرورش کرنے لگے ایک کا نام قصویٰ تھا جس پر سرکار نے ایام ہجرت میں سواری کی اور آخر تک سواری فرماتے رہے خلافت صدیقی میں اسکی موت ہوئی دوسری اونٹنی عقبا تھی یہ خلافت فاروقی میں وفات پائی۔

کفار مکہ کی برہمی

جب دو بار حج کے موقع پر مدینہ طیبہ کے دو قبیلے اوس وخزرج کے نمائندے آئے اور حضور کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پہلی بار ۱۲/ افراد اور دوسری بار ۱۷ افراد شرفیاب ہوئے اس کی خبر کفار مکہ کو ہوئی تو انھیں خطرہ لاحق ہوا کہ اسلام اب مکہ سے باہر بھی پھیلنے لگا ہے تو کفار مکہ دار الندوہ میں جو قصی بن کلاب کے گھر میں تھا جمع ہو کر مشورہ کرنے لگے ابلیس شیخ نجدی بھی آکر شریک ہوا۔

قبیلہ کے لوگوں نے مختلف رائیں پیش کیں مگر کسی رائے پر اتفاق نہ ہوا تو ابو جہل نے کہا کہ مکہ کے سارے قبائل کے دو دو آدمی مسلح ہو کر ان کے گھر کا محاصرہ کرلیں جب وہ اٹھیں تو یکبارگی ان پر حملہ کر کے انھیں شہید کر دیں بنی ہاشم سب سے جنگ نہیں کر سکتے آخر خون بہا پر راضی ہو جائیں گے اور خون بہا سارے قبیلوں کو ادا کرنا ہوگا اس رائے پر سب کا اتفاق ہوا اور ابلیس کو بھی یہ رائے پسند آئی دار الندوہ کا یہ اجلاس ماہ صفر ہفتہ کے دن ہوا جس میں قتل رسول کی سازش

رچی اور یہ وہی جگہ تھی جہاں آج حرم شریف میں حنفی مصلیٰ ہے۔

دارالندوۃ کے فیصلہ کے مطابق ہر قبیلہ کے دو دو ہتھیار بند سو آدمی در رسول کا محاصرہ کر لئے۔ ادھر بلبل سدرہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری باتیں بتا دیں آپ نے حضرت علی کو اپنی حضرمی سبز رنگ کی چادر عطا فرما کر بولے کہ تم میرے بستر پر سو جانا اور تم کو بشارت کہ کفار تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔

حضور انور نے ایک مشت خاک لی اور سورۂ یٰسین کی فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ پڑھ کر ان کی طرف پھینک دی جونہی ان کے سروں پر خاک پڑی سارے اندھے سے ہو گئے کوئی دیکھ نہ سکا۔ حضور اکرم وہاں سے نکل کر ابوبکر صدیق کے گھر پہونچے یار غار کو ساتھ لئے اور جبل ثور کی طرف روانہ ہو گئے۔

یہ پہاڑ، مکہ مکرمہ سے موجودہ راستہ کے ذریعے جانے میں پانچ میل دور ہے اس کو ''ثور'' اس لئے کہتے ہیں ایکبار ثور بن عبد مناۃ اس پر قیام کیا تھا۔

جب حضرت علی بستر سے اٹھے تو محاصرہ کرنے والے کفار انھیں دیکھ کر حیران رہ گئے اور یہ بھی حیرانی تھی کہ سب کے سروں پر خاک تھی پوچھے کہ محمد ابن عبد اللہ کہاں ہیں آپ نے فرمایا رب جانے!

حضور اکرم ابوبکر کی ہمراہی میں چل رہے تھے اور جانثار صدیق کا یہ حال کہ چاروں سمت رسول پاک کی حفاظت کر رہے تھے رسول اللہ نے پوچھا یہ کیا ہے تو ابوبکر نے عرض کیا میں تنہا ہوں اور جوانب چار ہر جانب سے دشمن کا خطرہ

ہے تو آگے پیچھے دائیں بائیں ہر طرف سے آپ کی حفاظت کر رہا ہوں۔

یہ مظلوم قافلہ جب جبل ثور پر پہونچا تو ابو بکر نے حضور انور کو کاندھے پر لے کر خود پنجوں کے بل اس طرح چلے کہ ہر پنجہ پر دوسرا پنجہ رکھ کر گھما دیتے کہ پنجہ کا نشان باقی نہ رہے یہ دشوار گذار راستہ یار جانثار نے کس طرح طے کر کے حضور کو غار تک پہونچایا ہوگا۔؟

جب غار کے کنارے پہونچے تو عرض کیا یا رسول اللہ پہلے مجھے غار میں جانے دیں تاکہ میں غار کو اچھی طرح صاف ستھرہ کر دوں اور اگر کوئی موذی جانور وہاں ہو تو مجھ ہی کو کاٹے آپ کو ایذاء نہ پہونچے۔

اس وحشت بھرے غار میں داخل ہوئے تو اس میں بہت سے سوراخ تھے فرش غار کو صاف کیا اور اپنی چادر پھاڑ کر سوراخ بند کئے ایک سوراخ رہ گیا تو اپنے پاؤں کا انگوٹھا لگا کر بند کیا اور ایسے بیٹھے کہ ایک پاؤں فرش غار پر بچھا اور دوسرا غار کی طرف اُٹھا ہوا حضور کو بلایا اور سر مبارک بچھے ہوئے پاؤں پر رکھا اور سلا دیا۔

انگوٹھا رکھے ہوئے سوراخ کے سانپ نے کئی بار ڈنک مارا مگر انگوٹھا نہ ہٹایا جب زہر نے اثر کرنا شروع کر دیا اور جسم میں سنسنی پھیل گئی تو آنکھوں سے آنسو بہہ کر رخسار مصطفیٰ پر گرے حضور کی آنکھیں کھلیں تو دیکھا صدیق اشکبار ہے پوچھا کیا ہے عرض کیا کہ سانپ نے کئی بار ڈنک مارا ہے حضور نے اپنا لعاب

دہن لگا دیا تو زہر کا اثر جاتا رہا مگر وفات کے وقت وہی زہر عود کیا اور صدیق کی وفات ہوئی۔

نسل صدیقی کی خصوصیت

بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ جو لوگ حضرت محمد ابن ابوبکر کی اولاد میں ہوتے ہیں ان کے پاؤں کے انگوٹھے پر سیاہ تل ہوتا ہے مگر عبدالرحمٰن بن ابوبکر کی اولاد کی یہ خصوصیت نہیں کہ وہ واقعۂ ہجرت سے پہلے پیدا ہو چکے تھے اور محمد اس واقعہ کے بعد پیدا ہوئے اور یہ خصوصیت تا قیامت باقی۔ اگر باپ صدیقی ہے تو دائیں پاؤں میں اور ماں صدیقی ہے تو بائیں پاؤں اور دونوں صدیقی ہیں تو دونوں پاؤں میں یہ نشان ہوتا ہے۔ اللہ اعلم۔

کفار مکہ کی پریشان حالی

ہجرت کی رات، کفار مکہ شکست کھا کر ہر طرف نکل پڑے اور تلاش و جستجو کیلئے ٹولیوں میں تبدیل ہو گئے اور ہر سمت دوڑ پڑے ایک ٹولی جس میں اُمیہ بن خلف تھا جبل ثور پہونچی ڈھونڈتے ڈھونڈتے اسی غار کے دہانہ پر پہونچی جس کے اوپر مکڑی نے جالا تن دیا تھا اور کبوتری نے انڈے دئے تھے ایک شخص بولا کہ اس غار کے اندر بھی دیکھ لینا چاہئے اس کا نام علقمہ بن کرز تھا جو فتح مکہ کے دن ایمان سے مشرف ہوا اُمیہ بن خلف نے کہا مکڑی کا جالا بہت پرانا ہے اس میں

اگر جاتے تو جالا ٹوٹ جاتا اور انڈے پھوٹ جاتے۔

جب یہ دونوں باتیں کر رہیں تھے تو صدیق بے تابانہ عرض کیا تو حضور اکرم نے وہ جواب دیا جو قرآن مجید میں لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن اس غار میں قیام فرمایا اس عرصہ میں صدیق اکبر کے غلام مالک بن مخصیرہ، دامن کوہ میں ان کی بکریاں چراتے تھے اور شام کو عبداللہ ابن ابوبکر کے گھر سے یہاں کھانا پانی لے کر پہونچاتے تھے اور کفار مکہ کی خبر روزانہ دیتے تھے، جب کفار مکہ مایوس ہو کر بیٹھ گئے تو راہ مدینہ کے عظیم مسافر، صدیق اکبر کے ہمراہ، ایک رہنما بنی عبد ابن عدی کو لے کر جانب مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ وصلی اللہ علیہ وسلم۔

تاریخ ھجرت

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲۷ رصفر المظفر شب ہجرت مکہ معظّمہ سے چلے اور بارہ ربیع الاول مدینہ طیبہ میں جلوہ گر ہوئے اس وقت تک ہجری کا وجود نہ تھا یہ تاریخ ھجری کی تجویز ہجرت کے سترہ سال بعد سامنے آئی یعنی تاریخ ھجری تعین کرتے وقت ہجرت کے سترہ سال گزر گئے تھے۔

چونکہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جیسا کہ گزرا آخری ذی الحجہ میں اونٹنی کی خریداری کر لی تھی نیز ماہ محرم، حرمت والے مہینوں کا آخری مہینہ ہے اسی

لئے اسلامی سال کا آغاز ماہ محرم سے ہوا۔ واللہ اعلم

چاند کے بارہ مہینے

قمری سال کے یہ بارہ مہینے چونکہ آسمان وزمین کی آفرینش کے وقت سے متعین ہے اس لئے مہینوں کے ناموں کی اصل وجہ دریافت کرنا بہت مشکل ہے البتہ عرب کے مزاج وعادت، عرب کے موسم اور ماحول کے مطابق ان مہینوں پر غور کریں تو اسکی توجیہ کچھ اس طرح ہے۔

محرم

یہ لفظ تحریم سے بنا ہے یعنی حرمت والا مہینہ قرآن کریم نے بھی اسے حرمت والا مہینہ کہا ہے جسکی وضاحت ہم کر چکے ہیں کیونکہ عرب اس ماہ کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور اس میں جدال وقتال کو بُرا جانتے تھے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص اپنے باپ کے قاتل کو اس ماہ میں دیکھ لیتا تو اس سے کنارہ کش ہو جاتا انتقام نہ لیتا۔

صفر

اس کے معنیٰ خالی، اس لئے عدد سے خالی جگہ جس میں نقطہ لگایا جاتا ہے ''صفر'' کہتے ہیں یہ مہینہ چونکہ بعد محرم واقع ہے اور محرم کا مہینہ حرمت والا ہے

جس میں حرب وضرب ممنوع ماہ صفر میں یا تو عرب کے گھر کھانے پینے کی چیزوں سے خالی ہوتے یا وہ تلاش معاش میں گھر چھوڑ کر باہر نکل جاتے اسی لئے اسے صفر یعنی خالی ہونے کا مہینہ کہتے ہیں۔

ربیع الاول وربیع الآخر

ربیع کے معنیٰ موسم بہار (پہلا مہینہ) اول فصل بہار اور (دوسرا مہینہ) آخر موسم بہار ہوسکتا ہے کہ جس وقت ان مہینوں کے نام رکھے گئے ہوں، اس وقت دونوں مہینوں میں موسم بہار رہا ہو۔ بعض لوگ ''ربیع الثانی'' بولتے ہیں جو صحیح نہیں اس لئے کہ ''ثانی'' کا اطلاق وہاں پر ہوتا ہے جہاں ''ثالث'' بھی ہو اور یہاں ثالث کا تصور بھی نہیں ہے۔

جُمادِی الاُولیٰ

جیم پر ضمہ اور دال پر کسرہ اور الف مقصورہ کے حذف کے ساتھ لیکن تلفظ میں ''یا'' کی صورت باقی، کیونکہ ''الاولیٰ'' معرف باللام، جمادی کی صفت ہے جو ساکن ہے اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف مقصورہ، تلفظ سے ساقط ہوگیا اس لفظ میں الف مقصورہ، علامت تانیث ہے تو اسکی صفت بھی مؤنث ہونی چاہئے تاکہ صفت وموصوف میں مطابقت باقی رہے لہذا جمادی الاول بولنا درست نہیں۔

یہ لفظ جمد یا جماد سے بنا ہے. جس کے معنیٰ جم جانا شاید ان دونوں مہینوں کے نام رکھتے وقت پانی سخت سردی کی وجہ سے جم گیا ہو اور موسم یخ بستہ وافسردہ ہو گیا ہو۔

جُمادِی الاُخریٰ

عام طور سے لوگ ''جمادی الثانی'' بولتے ہیں جو قواعد کے اعتبار سے درست نہیں، کیونکہ ''ثانی'' کا اطلاق وہاں ہوتا ہے جہاں ثالث کا بھی تصور ہو اور یہاں ایسا نہیں ہے پھر ''جمادی'' مؤنث ہے تو اسکی صفت ''ثانی'' کیسے درست ہوسکتی ہے. جمادی الاُولیٰ، موسم کا آغاز جس میں پانی منجمد ویخ بستہ ہونا شروع ہوا اور ''جمادی الاخریٰ'' آخر موسم تھا جس میں انجماد ختم ہوا۔

رجب

کہتے ہیں یہ لفظ ''ترجیب'' سے ماخوذ ہے جسکے معنیٰ تعظیم کے ہے اس مہینہ کو عرب ''شھر اللہ'' کہتے اور اسکی تعظیم کرتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''رجب'' بہشت میں ایک شیریں اور برف سے زیادہ سفید نہر کا نام ہے جو شخص اس ماہ میں روزہ رکھتا ہے اسے اس نہر سے پانی دیا جاتا ہے۔

شعبان

یہ لفظ ''شعب'' سے بنا ہے اور اسی سے انشعاب مصدر ہے کسی چیز کا پھیلنا اور شاخ در شاخ ہونا چونکہ اس ماہ میں خیر کثیر ہے اور بندوں کا رزق متفرق ہوتا ہے اور تقدیر الٰہی علیحدہ علیحدہ ہوتی ہے اس مناسبت سے اس کا نام شعبان ہوا۔

رمضان

یہ لفظ ''رمض'' سے بنا ہے جسکے معنیٰ جلنا اس مبارک مہینہ میں گناہ جلتے اور جھڑتے ہیں یا زمین کی گرمی سے پاؤں جلنا گویا یہ ماہ موجب سوختگی و تکلیف نفس ہے۔

رمضان بمعنیٰ سنگ گرم چونکہ گرم پتھروں پر چلنے سے پاؤں جلتے ہیں شاید اس ماہ کی وضع کے وقت ماہ صیام شدت گرمی میں تھا عاصی عبادت گزاروں کو تپا کر میل گناہ سے پاک کر دیتا ہے نیکوکاروں کو قیمتی بناتا اور محبوبوں کو قرب محبوب کے لائق بنا دیتا ہے۔

نیز اس میں پانچ حروف ہیں ر+م+ض+ا+ن = ان پانچ حرفوں سے رضائے الٰہی، محبت الٰہی، ضمانت الٰہی، امانت الٰہی اور نور الٰہی یہ پانچ رحمتیں حاصل ہوتی ہیں نیز رمضان شریف میں پانچ مخصوص چیزیں روزہ، تراویح،

تلاوت، اعتکاف، اورشب قدر، بندوں کو میسر ہوتی ہیں۔

شوال

یہ ''شول،، سے بنا ہے اس کے معنیٰ اُٹھانا، بلند کرنا اس کے علاوہ اور ڈھیروں معنیٰ ہیں ان میں سے مکان خالی کردینا اور متفرق ہوجانا بھی ہے۔

اس ماہ کے بعد لگاتار تین حرمت والے مہینے ہیں عرب ان کی تعظیم کرتے تھے شاید وہ اپنے مزاج واطوار کے مطابق اس مہینہ میں وہ سب کچھ کرجاتے تھے جو آنے والے تین مہینے میں نہ کرسکتے اسی وجہ سے وہ مکان خالی کردیتے اور گھروں سے باہر نکل جاتے اور متفرق ہوجاتے تھے۔

ذوالقعدہ (ذی القعدہ)

یہ لفظ قعود سے بنا ہے جسکے معنیٰ بیٹھنا اور قعدہ کا معنیٰ اتنی جگہ جو بیٹھتے میں گھر جائے یا بیٹھنے کی ہئیت ہے تو ذو علم کی طرح ذو قعدہ ہے۔

یہ حرمت والا مہینہ ہے جس میں جنگ وجدال ممنوع عرب چونکہ اس ماہ کا احترام کرتے تھے ضرب وحرب نہ کرکے گھر بیٹھ جاتے تھے اسی مناسبت سے اس کا نام ذوالقعدہ پڑگیا۔

ذوالحجہ (ذی الحجہ)

حجۃ، یہ لفظ حج سے بنا ہے جو قرآن کریم میں بکسر جیم ہے جس کا معنیٰ قصد

کرنا اور شریعت میں بیت اللہ کا قصد کرنا بوجہ تعظیم مگر قیاس چاہتا ہے کہ بفتح جیم "فعلۃ" کے وزن جو اسم مرۃ ہے ایکبار حج ادا کرنا اور کسرہ کے ساتھ حالت نوع کیلئے آتا ہے لہذا اس ماہ میں چونکہ ایکبار کیا جاتا ہے لہذا ذوالحجہ کہتے ہیں۔

یا حج بالکسر اور جیم کی تشدید کے ساتھ سال کے معنیٰ بھی آتا ہے گویا یہ ماہ منتہائے سال اور سال کی تکمیل ہے تو یہ صاحب سال ہے اس سبب سے ذوالحجہ کہتے ہیں۔

زمین و آسمان کی تخلیق

اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ

"بیشک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے"

وَقَدَّرَ فِیْهَا اَقْوَاتَهَا فِیْ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ. ترجمہ:۔ اور اس میں ان کے بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں۔ یہ سب ملا کر چار دن ہیں۔

دو دنوں میں زمین و آسمان کی آفرینش اور چار دنوں میں بسنے والوں کی روزیاں مقرر فرمائیں غرض کہ چھ دنوں میں زمان و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے سب کی تکمیل فرمالی۔

چھ دن سے دنیا کے چھ دنوں کی مقدار مراد ہے کیوں کہ یہ دن اس وقت تھے نہ ہی سورج تھا جس سے دن رات ہونا ثابت ہوتا اسلئے دن کی مقدار مراد ہے۔

اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے اس کی قدرت کاملہ سے یہ بعید نہ تھا کہ ایک پل یا اس سے کم میں ساری چیزوں کو موجود فرما دیتا مگر اتنے عرصہ میں ان کو پیدا فرمانا اسکی حکمت ہے۔ اس فعل خداوندی سے بندوں کو اپنے کاروبار حیات میں تعجیل نہ کرنا بلکہ تدریج اختیار کرنے کا درس ملتا ہے۔

ماہ ومہر

ماہ کے معنیٰ چاند اور مہر کے معنیٰ سورج ہے "ماہ نیم شب" اور "مہر نیم روز" یعنی آدھی رات کا چاند اور آدھے دن کا سورج لوگ بولتے ہیں۔

مہینہ کا لفظ "ماہ" کی طرف منسوب ہے نہ کہ "مہر" کی طرف ورنہ "مہرینہ" کا لفظ ہوتا۔

اس حقیقت کے باوجود مسلمان چاند کا مہینہ استعمال کرنے سے گریزاں ہیں جو قابل افسوس ہے۔

گردش ایام

سابقہ صفحات میں جیسا کہ بیان گزرا کہ خدا کے نزدیک مہینوں کی گنتی بارہ ہے یہ مہینے ایک غیر مرئی دائرہ پر گردش کرتے ہیں تو سال مکمل ہوتا ہے اور مہینہ میں سات دنوں کا ایک دائرۂ نادیدہ ہے جس پر یہ ایام گھومتے ہیں تو ہفتہ پورا ہوتا

ہے یہ سات دن ، فارسی زبان میں ''ہفتہ'' کہلاتا ہے جو لفظ ''ہفت'' سے ماخوذ ہے اور عربی زبان میں ''اسبوع'' ہے جسکا مادہ ''سبع'' ہے اور اس کا معنیٰ ''سات'' ہے۔

چاند کی اٹھائیس ۲۸ رمنزلیں ہیں اور وہ اٹھائیس دنوں میں اپنی منزلیں طے کرلیتا ہے پھر چاند یا تو انتیس کو طلوع کرتا ہے یا پھر تیس کی گنتی پوری کرتا ہے یہ سات کا عدد چونکہ اٹھائیس پر پورا تقسیم ہو جاتا ہے شاید اسی لئے سات ہی دنوں کا اعتبار ہے سات کی مزید خصوصیت حبر الامت ، رئیس المفسرین سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سماعت فرمایئے۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اکابر مہاجرین کے یہاں تشریف لائے اور ان کے درمیان ''لیلۃ القدر'' کا مسئلہ رکھا بعض صحابہ نے کہا وہ سال بھر کی راتوں میں کوئی رات ہے جس میں خدائے تعالیٰ کی رحمت وکرم کی بارش ہوتی ہے بعض نے فرمایا وہ رمضان شریف کی راتوں میں سے کوئی رات ہے جس میں سال بھر کے حکمت والے کام فرشتوں کے سپرد کئے جاتے ہیں اور غروب آفتاب کے بعد صبح صادق تک رحمت خدا کا نزول ہوتا ہے اور بعض صحابہ نے کہا وہ رمضان شریف کے عشرۂ اخیر کی طاق راتوں میں سے کوئی رات ہے پھر مختلف تاریخوں کے ان حضرات نے اپنے مشاہدے بیان کئے۔

امیر المومنین نے حضرت ابن عباس کو اس حالت میں خاموش بیٹھا دیکھ کر فرمایا یا ابن اخی قل ولاتحقر نفسک

''بھتیجے تم بھی کچھ کہو کہ کسر نفسی سے کام نہ لو،،

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اے امیر المومنین اللہ طاق ہے اور وہ طاق عدد کو پسند کرتا ہے اس نے دنیوی نظام میں سات دنوں کا دائرہ بنایا، انسانی تخلیق سات ادوار میں کی، ہماری روزی کو سات تقیرات سے پیدا فرمایا، ہمارے سروں پر سات آسمانوں کا شامیانہ کھڑا کیا، ہمارے قدموں تلے زمین کے سات طبقات کو بچھایا، سات آیات مثانی عطا کیں، سات قرابت داروں سے نکاح حرام فرمایا، میراث کو سات وارثوں پر تقسیم کیا، سات اعضاء پر سجدہ کا حکم دیا، طواف کعبہ کا دور بھی سات، صفا ومروہ کے درمیان سعی بھی سات، رمی الجمار میں کنکریں بھی سات، ان تمام شواہد کے پیش نظر میرا خیال ہے کہ ''لیلۃ القدر،، رمضان شریف کے عشرۂ اخیر کی ساتویں رات ہے۔ واللہ اعلم

ایام کی خصوصیات

ہفتہ:۔ یہ مکر وفریب کا دن ہے اسی دن ''دارالندوۃ،، میں جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دینے کی سازش رچی، اس دن نئے کپڑے نہ سلوائے۔

اتوار:۔ اس دن باغ لگانا اور مکان تعمیر کرنا اچھا ہے کہ جنت کی ساری نعمتیں

اسی دن پیدا ہوئیں۔

پیر:۔ یہ سفر تجارت کا دن ہے حضرت شعیب علیہ السلام نے سفر تجارت کیا اور خوب منافع کمایا۔

منگل:۔ یہ خون کا دن ہے۔اسی دن حضرت زکریا و یحیٰ علیہما السلام شہید ہوئے، حضرت حواء رضی اللہ عنہا کو خون حیض آیا قابیل نے ہابیل کو قتل کیا۔ حضرت آسیہ اور فرعون کے جادوگر شہید ہوئے اسی دن ابلیس زمین پر آیا اور اسی دن دوزخ پیدا ہوئی۔لہٰذا اس دن فصد نہ لگوائے اور اپریشن بھی نہ کیا جائے۔

بدھ:۔ اس دن فرعون غرق ہوا اور عاد وثمود ہلاک ہوئے اس دن ناخن نہ تراشا جائے کہ سفید داغ کا اندیشہ ہے۔

جمعرات:۔ یہ مبارک دن ہے اس دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شاہ مصر کے شر سے نجات ملی اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا تحفہ میں ملیں۔

جمعہ:۔ بہت ہی مبارک دن ہے اسی دن سیدنا آدم علیہ السلام کا حضرت حواء سے حضرت یوسف علیہ السلام کا بی بی زلیخا سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بی بی صفورا سے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا بی بی بلقیس سے نکاح ہوا۔

نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بی بی خدیجہ و عائشہ رضی اللہ عنہما سے نکاح ہوا۔ واللہ اعلم

چاند کچھ مشاہدہ وتجربہ

☆ ہلال دیکھ کر اسکی طرف اشارہ نہ کریں

☆ ہلال دیکھ کر منہ پھر لے جیسا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل مبارک سے ثابت ہے، ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا رائ فی الھلال صرف وجھه عنه ترجمہ:۔ بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہلال کو دیکھتے تو اس سے چہرۂ مبارک پھیر لیتے۔

امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اسکی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ کفار نے اسکی عبادت کی اور شرع اقدس میں اسے دیکھ کر اللہ عز وجل سے دعا کرنے کی بات ہے تو پسندیدہ ہوا کہ منہ پھیر لیا جائے تا کہ کفار سے مشابہت لازم نہ آئے۔

☆ حدیث پاک میں رویت ہلال کے سلسلے میں بہت سی دعائیں ہیں یہاں صرف ایک دعا ذکر کی جاتی ہے۔

عن عبادۃ بن الصامت ھلال خیر ورشد ا منت با لذی خلقک.

حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے اے خیر و رشد کے چاند میں تیرے پیدا کرنے والے پر ایمان رکھتا ہوں۔

☆ بہت سے لوگ چاند کو بڑا دیکھ کر کہنے لگتے ہیں یہ کل کا چاند ہے یا آج

۲۹ر تاریخ نہ تھی بلکہ ۳۰ر تاریخ تھی کہ ۲۹ر کا چاند اتنا بڑا نہیں ہوتا ہے یہ لوگوں کی خام خیالی وضعیف الاعتقادی ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

''قرب قیامت کا ایک امر یہ ہیکہ ہلال بڑے نظر آئیں گے،،

☆ شفق احمر یعنے وہ سرخی جو بعد مغرب جانب مغرب ظاہر ہوتی ہے عادت یوں ہے کہ جو ہلال اسی شب کا ہو وہ اس سرخی کے غائب ہو جانے سے پہلے ڈوب جاتا ہے اور جو کل کا ظاہر ہوا وہ سرخی کے غائب ہو جانے کے بعد غروب ہوتا ہے یہ ایک تجربہ کی بات ہے مگر صحیح مذہب میں اس پر اعتماد نہیں۔

☆ اسی طرح رمضان المبارک کی پہلی تاریخ، ذی الحجہ کی دسویں تاریخ ہونا کوئی ضروری نہیں البتہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کے بعض آثار میں آیا ہے۔

''تمہارے روزہ کا دن وہی تمہاری قربانی کا دن ہے،، یہ اس سال کا ایک واقعی بیان تھا نہ کہ ہمیشہ کیلئے یہ شرعی حکم ہے،،

☆ یہ اکثری قاعدہ ہی سہی

''گزشتہ رمضان کی پانچویں تاریخ اس رمضان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے جیسا کہ امام جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

خامس رمضان الماضی اول رمضان الآتی ۔ مگر شریعت میں اس پر اعتماد نہیں۔

☆ مسلسل چار مہینے ۲۹ ردنوں کے ہو سکتے ہیں اور اس سے زیادہ نہیں اس پر مدار شرع نہیں مثلاً ربیع الآخر سے رجب تک مسلسل چار مہینے ۲۹ ردنوں کے ہوئے اب ماہ شعبان کی ۲۹ رویں تاریخ میں رویت ہلال کی شہادت گزری بلاشبہ یہ شہادت مقبول ہوگی۔

☆ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

"شهر ان لا ينقصان شهر اعيد رمضان و ذو الحجه"

عید کے دونوں مہینے رمضان وذی الحجہ ناقص (۲۹) نہیں ہوتے غرض کہ یہ انسانی تجربات ہیں دائمی ہونا کوئی ضروری نہیں کیونکہ یہ اکثری واغلبی امور ہیں جن پر مدار شرع نہیں۔

رویت ہلال اور علم ہئیت

اہل ہئیت وہ لوگ ہیں جو آسمانوں کے حال اور ستاروں کی چال سے بحث کرتے ہیں وہ لوگ اپنے حساب سے بتاتے ہیں کہ رویت ہلال فلاں دن ہوگی اور فلاں مہینہ انتیس کا اور فلاں مہینہ تیس کا ہوگا۔ ان کی باتیں حساب کی بنیاد پر کبھی درست ہو جاتی ہیں اور کبھی غلط ہو جاتی ہیں اس لئے مذہب صحیح میں ان کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں کہ رویت ہلال ان کے حساب کی گرفت سے باہر ہے یہی وجہ ہے کہ تقدیم اور جنتری میں رویت ہلال سے متعلق ان کی باتیں غلط

ہو جاتی ہیں اور ہمیں بار ہا ان کا مشاہدہ و تجربہ بھی ہے۔

امام اہل ہئیت بطلیموس نے مجسطی میں تو ثوابت کے ظہور و خفا کیلئے جداگانہ فصل وضع کی مگر رویت ہلال کا اصلا ذکر نہ کیا طلوع قمر کا معاملہ اصول وضابطہ کے حصار سے باہر تھا لہٰذا وہ نہ تو ضابطہ بتانے پر قادر ہو سکا اور نہ ضابطہ بنانے کا اب ان کے بعد آنے والے ہیت دانوں کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے؟ اس کے سوا اور کیا اٹکلیں دوڑاتے ہیں، تخمینہ لگاتے ہیں اور خطا کے مرتکب ہوتے ہیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عالم ما کان و ما یکون ہیں انہیں معلوم کہ شمس وقمر کی رفتار و گردش عزیز و حکیم کے حساب مقدر پر ہے۔ ذالک تقدیر العزیز الحکیم اور کیوں نہ آپ کو علم ہو کہ الشّمس والقمر بحسبان انہیں پر نازل ہوا اس کے باوجود آپ نے رویت ہلال کے سلسلہ میں حساب کو بالکل ترک فرما دیا کیوں کہ آپ کو خوب معلوم تھا کہ یہ ان قطعی محاسبات سے نہیں ہے جس کا ذکر آیت کریمہ "بحسبان" میں ہے۔

اس لئے آپ نے ارشاد فرمایا... صوموا الرویته وافطروا البرویته فان غم علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلثین ۔ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ختم کرو اور اگر مطلع صاف نہ ہو تو تیس کی گنتی پوری کرو۔

ہمیں اسی پر عمل کرنا فرض ہے رہا حساب! تو اسے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یک لخت ساقط فرما دیا اور یوں ارشاد فرمایا...

انــا امة امية لانـكـتـب ولا نـحـسـب الشهـر هكذا وهكذا والشهر هكذا وهكذا.

ہم امی امت ہیں نہ لکھیں نہ حساب کریں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں تین بار اٹھا کر فرمایا یعنی مہینہ یوں اور یوں اور یوں ہوتا ہے تیسری دفعہ میں انگوٹھا بند فرمالیا یعنی انتیس اور مہینہ یوں اور یوں ہوتا ہے ہر بار سب انگلیاں کھلی رکھیں یعنی تیس۔

ہم بحمد اللہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امی امت ہیں ہمیں کسی کے حساب وکتاب سے کیا کام جب تک رویت ثابت نہ ہوگی نہ کسی کا حساب سنیں نہ تحریر مانیں نہ قرائن دیکھیں اور نہ اندازہ جانیں۔

اسلامی مہینے کی شمسی مہینے میں گردش

موسموں کی تبدیلی خالق عزوجل نے گردش آفتاب پر رکھی ہے مثلاً تحویل برج حمل سے ختم جوزا تک فصل ربیع ہے پھر تحویل سرطان سے ختم سنبلہ تک گرمی پھر تحویل میزان سے ختم قوس تک خریف پھر تحویل جدی سے ختم حوت تک جاڑا ۔یہ بارہ برج ہیں جو سال بھر میں سورج ان سے گذرتا ہے یہ آفتاب کا ایک دورہ ہے جو تقریبا ۳۶۵ دن اور پونے چھ گھنٹے میں پورا ہوتا ہے۔

اور اسلامی مہینے قمری ہیں کہ ہلال سے شروع ہوتا ہے اور ۲۹ / یا ۳۰ دن میں ختم ہوتے ہیں۔ یہ بارہ مہینے یعنی قمری سال ۳۵۴ / یا ۳۵۵ / دن کا ہوتا ہے تو

شمسی سال سے دس رگیارہ دن چھوٹا ہے کسرات کو چھوڑ کر یوں سمجھا جائے کہ شمسی سال ۳۶۵ کو قمری سال ۳۵۵ میں رکھے تو دس کا فرق ہوا، اب فرض کیجئے کہ کسی سال یکم رمضان شریف کا آغاز یکم جنوری سے ہوا تو آئندہ سال ۲۲ ردسمبر کو یکم رمضان ہوگی کہ قمری بارہ مہینے ۳۵۵ ردن میں ختم ہوجائیں گے اور شمسی سال پورا ہونے کو ابھی دس دن اور درکار ہیں پھر تیسرے سال یکم رمضان ۱۲ ردسمبر کو ہوگی، چوتھے سال یکم دسمبر کو ہوگی۔ تین برس میں ایک مہینہ بدل گیا پہلے یکم جنوری کو تھی اب یکم دسمبر کو ہوگی۔

یوں ہی ہر تین برس میں ایک مہینہ بدلے گا اور رمضان المبارک ہر شمسی مہینہ میں دورہ فرمائیگا۔ (ازافادات رضویہ)

ختم شد

ایک دردمندانہ اپیل

بحمدہ تعالیٰ الجامعۃ الرضویہ ومدرسہ اسلامیہ یتیم خانہ وہ ممتاز ومنفرد دانشگاہ ہے جہاں تقریباً 200/ تشنگان علوم دینی وعلمی چشمہ سے سیراب ہوکر قلبی وروحانی تازگی حاصل کررہے ہیں۔

دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق عصری، تکنیکی تعلیم اور دستکاری کے فنون سے بھی آراستہ ہورہے ہیں۔

۱۷/ باشعور، بافیض معلمین ومحافظین ان کی عمدہ تعلیم وتربیت کے لئے بحسن خلوص شب وروز مصروف عمل ہیں۔

ہم طلبہ کو طعام وقیام، علاج ومعالجہ کے علاوہ تعلیمی تمام ضروریات مثلاً کتاب، کاپی، قلم اور پیڈ و پینسل وغیرہ مفت فراہم کرتے ہیں، قوم وملت کے تمام دینی، ملی، مسلکی خدمات نہایت ذمہ داری کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔

لہٰذا! اہل خیر حضرات سے گذارش ہیکہ جامعہ کی گراں قدر اور نمایاں خدمات دیکھ کر ہمیشہ زکوۃ، فطرہ، صدقہ وخیرات کے ذریعہ اعانت فرمائیں اور ایمانی وروحانی شادابی حاصل کریں۔

AL JAMIATUL RIZVIA &
MADRASA ISLAMIYA YATEEM KHANA
Raza Nagar, Bail Bazar, Vali Peer Road / Indira Nagar, Ambarnath Road,
Waldhuni, Kalyan, Thane, Maharashtra, 9322329875/9323737659
www.aljamiatulrizvia.com / Email, jamia.rizvia.kyn@gmail.com